بریلویت

اور

افسانوی حکایات

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی

بریلویت اور افسانوی حکایات

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

ناشر

ادارہ دعوۃ الاسلام

مئوناتھ بھنجن یو. پی. الہند

نام کتاب: بریلویت اور افسانوی حکایات

نام مصنف : علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

صفحات: 32

کمپوزنگ: محمد سالم انصاری

سالِ اشاعت: دسمبر ۲۰۰۵ء

تعدادِ اشاعت: ایک ہزار ایک سو

ناشر: ادارہ دعوۃ الاسلام، مئو

قیمت: /16

باھتمام

مولانا ابوریحان انصاری

ڈسٹری بیوٹر

فہیم بکڈپو

ریحان مارکیٹ، پہلی منزل، دھوبیا املی روڈ، صدر چوک

مئوناتھ بھنجن، یو، پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بریلویت اور افسانوی حکایات

کتاب وسنت سے انحراف کرنے والے تمام باطل فرقے خود ساختہ قصے کہانیوں کا سہارا لیتے ہیں تاکہ وہ جھوٹی روایات کو اپنا کر سادہ لوح عوام کے سامنے انہیں دلائل کی حیثیت سے پیش کر کے اپنے باطل نظریات کو رواج دے سکیں۔

ظاہر ہے کتاب وسنت سے تو کسی باطل عقیدے کی دلیل نہیں مل سکتی۔ مجبوراً قصص واساطیر اور جھوٹی حکایات کی طرف رُخ کرنا پڑتا ہے تاکہ جب کسی کی طرف سے دلیل طلب کی جائے تو فوراً ان حکایات کو پیش کر دیا جائے۔ مثلاً عقیدہ یہ ہے کہ اولیائے کرام اپنے اپنے مریدوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ نے کسی عورت کی فریاد ۱۲ برس بعد ایک ڈوبی ہوئی کشتی کو نمودار کر کے اس میں موجود غرق ہونے والے تمام افراد کو زندہ کر دیا تھا۔

اپنی طرف سے ایک عقیدہ وضع کیا جاتا ہے اور پھر اس کو مدلل بنانے کے

لئے ایک حکایات وضع کرنی پڑتی ہے۔ اور اس سے ہر باطل مذہب کا کاروبار چلتا ہے۔

ایسے لوگوں کے متعلق ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔[1]

یعنی ان کی ساری تگ ودو اور جد و جہد کا محور دنیا کی زندگی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام (دین کا کام) کر رہے ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ دنیوی طمع میں مبتلا ہو کر ایسے لوگ اپنی عاقبت برباد کر لیتے ہیں۔ اور آخرت میں تاریک زندگی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

و من لم یجعل اللہ لہ نور افما لہ من نور[2]

جسے رب کریم ہدایت کی روشنی نہ عطا کرے اسے روشنی نہیں مل سکتی۔

کتاب وسنت کی پیروی میں ہی امت کے لئے بہتری ہے۔ اگر ہم اس سے اعراض کریں گے تو ہمارا مقدر سوائے خرافات و توہمات کے کچھ نہ ہوگا۔ مسلمان امت کے لئے قرآن وسنت کے علاوہ کوئی تیسری چیز دلیل نہیں ہو سکتی۔ اگر قصے کہانیوں کو دلائل کی حیثیت دے دی جائے تو مسلمان کے

---

(۱) سورۃ الکھف آیت ۱۰۴

(۲) سورۃ النور آیت ۴۰

درمیان اتحاد و اتفاق کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔ مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر ہی متحد ہو سکتے ہیں۔

افسانوں اور خود ساختہ روایات سے حق کو باطل اور باطل کو حق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آج ہمارے دور میں اگر ہندوؤں کی نقل میں گڑھی ہوئی حکایتوں کو چھوڑ کر صرف کتاب و سنت کی طرف رجوع کر لیا جائے تو بہت سے غیر اسلامی عقائد ختم ہو سکتے ہیں۔ اور اتحاد کی بھی کوئی صورت نکل سکتی ہے۔

بریلوی حضرات نے بہت سی حکایتوں کو سند کا درجہ دے رکھا ہے۔ ہم ذیل میں ان کی بے شمار حکایتوں میں سے چند ایک کو نقل کرتے ہیں۔

''سیدی موسیٰ ابو عمران رحمۃ اللہ علیہ کا مرید جہاں کہیں سے انہیں پکارتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد''۔ (1)

مزید:

''حضرت محمد بن فرغل فرمایا کرتے تھے: میں ان میں سے ہوں جو اپنی قبروں میں تصرّف فرماتے ہیں۔ جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرے کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں پوری فرما دوں گا''۔ (2)

---

(۱) انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ درج زدہ مجموعہ رسائل رضویہ از بریلوی جلد ۱ ص ۱۸۲

(۲) ایضاً

اب ان اقوال وعقائد کی دلیل قرآن کریم کی کوئی آیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں بلکہ ایک حکایت ہے جسے جناب احمد رضا خاں صاحب نے اپنے ایک رسالے میں نقل کیا ہے۔

لکھتے ہیں:

"ایک دن حضرت سیّدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرماتے وقت ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی۔ انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدصورت (۱) نے ان کی صاحب زادی پر دست درازی چاہی لڑکی اس وقت اپنے باپ کے پیر و مرشد حضرت سیّدی مدین کا نام معلوم نہ تھا :یوں ندا کی:

یَا شَیْخَ اَبِی لَا حِظْنِیْ اے میرے باپ کے پیر و مرشد! مجھے بچائیے۔

یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی۔ لڑکی نے نجات پائی۔ وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے"۔ (۲)

اس سے ملتی جلتی ایک اور حکایت نقل کرتے ہیں:

---

(۱) یعنی اگر بدصورت نہ ہوتا کوئی حرج نہ تھا

(۲) انوار الانتباہ جلد ۱ ص ۱۸۲

''سیّدی محمد شمس الدین محمد حنفی کے ایک مرید کو دوران سفر چوروں نے لوٹنا چاہا۔ ایک چور اس کے سینے پر بیٹھ گیا۔ اس نے پکارا:

یا سیّدی محمد حنفی : یعنی اے میرے آقا مجھے بچایئے۔

خاطر معی۔

اتنا کہنا تھا کہ ایک کھڑاؤں اُڑتی ہوئی آئی اور اس کے سینے پر لگی، وہ غش کھا کر اُلٹ گیا۔'' [1]

ایک اور مزیدار حکایت ملاحظہ ہو:

''ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا:

ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا۔

فقیر نے کہا:

روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان اُلٹ دوں گا۔ اس کے تھوڑی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دکان دار سے فرمایا: جلد روپیہ اسے دے ورنہ دکان اُلٹ جائے گی۔

لوگوں نے عرض کیا: حضرت! یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے؟ فرمایا: میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی؟ معلوم ہوا بالکل خالی ہے۔

---

(۱) انوار الانتباہ جلد۱ ص ۱۸۰

پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا۔ اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا۔ اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان اُلٹ دوں۔'' (1)

اندازہ لگائیں ۔ایک مانگنے والا جاہل فقیر ،نماز روزے کا تارک ، بے شرع نفع ونقصان پہچانے اور تصرّفات واختیارات کا مالک ہے۔

کس طرح سے یہ لوگ نجس ،غلیظ ،ناپاکی وپلیدی سے ناآشنا ، مغلظات بکنے والے، ہاتھ میں کشکول گدائی لئے ، گلے میں گھگروڈالے، اور میلا کچیلا لباس زیب تن کئے ۔لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کر کے پیٹ کی پوجا کرنے والے جاہل لوگوں کو عام نظروں میں مقدّس، پاکباز، بزرگان دین اور تصرّفات واختیارات کی مالک ہستیاں ظاہر کررہے ہیں ۔اور دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو مسخ کررہے ہیں ۔یہی وہ تعلیمات ہیں جن پر اس مذہب کی اساس وبنیاد ہے۔

قرآن وسنت میں تو ان افکار ونظریات کا کوئی وجود نہیں ۔انہوں نے خود ہی عقائد وضع کئے ۔اور پھر ان کے دلائل کے لئے اس طرح کی من گھڑت حکایات کا سہارا لیا۔

اولیائے کرام کی قدرت وطاقت کو بیان کرنے کے لئے بریلوی

---

(۱) ملفوظات مجدد مأۃ حاضرہ ترتیب مصطفیٰ رضا ۱۸۹

حضرات ایک عجیب وغریب روایت کا سہارا لیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''ایک شخص سیّدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ پنجوں کے بل گھٹنے ٹیکے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خون رواں ہے۔ عرض کی:

حضرت! یہ کیا حال ہے؟

فرمایا: میں ایک قدم میں یہاں سے عرش تک گیا۔ عرش کو دیکھا کہ ربّ عزّ وجل کی طلب میں پیاسے بھیڑئے کی طرح منہ کھولے ہوئے ہے:

''بنگے بر عرش زدم کہ ایں چہ ماجرا است'' ہمیں نشان دیتے ہیں کہ الرحمن علی العرش استوىٰ...... کہ رحمان عرش پر مستوی ہے۔ میں رحمان کی تلاش میں تجھ تک آیا تیرا حال یہ پایا۔

عرش نے جواب دیا: مجھے ارشاد کرتے ہیں کہ اے عرش! اگر ہمیں ڈھونڈنا چاہے تو بایزیدؒ کے دل میں تلاش کرو۔'' (1)

بریلوی مکتب فکر کے نزدیک اولیائے کرام سے جنگل کے جانور بھی خوف کھاتے ہیں۔ اوران کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اس کی دلیل کے لئے جناب احمد رضا جس حکایت کی طرف رخ کرتے ہیں وہ یہ ہے:

''ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے۔ ان کی خدمت میں دو عالم

---

(۱) حکایاتِ رضویہ ترتیب خلیل احمد برکاتی ص ۱۸۱، ۱۸۲

حاضر ہوئے۔آپ کے پیچھے نماز پڑھی تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے۔ ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں۔جن کو تجوید بھی نہیں آتی۔اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا۔مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی۔ یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے۔کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دئے اور نہانے لگے۔اتنے میں نہایت ہیبت ناک شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔یہ صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے تھے۔اب نکلیں تو کیسے ؟علماء کی شان کے بالکل خلاف ہے۔جب بہت دیر ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ بھائیو: ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے؟

کسی نے کہا: حضور وہ تو اس مشکل میں ہیں۔آپ تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا۔اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔آپ نے اس طرف مارا۔اس نے اس طرف منہ پھیر لیا۔

فرمایا: ہم نے کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا۔جا چلا جا، شیر اٹھ کر چلا گیا، پھر ان صاحبوں سے فرمایا: تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے دل سیدھا کیا، یہ ان کے خطرے کا جواب تھا۔''(1)

کچھ ایسی حکایتیں بھی ہیں جنہیں سن کر ہنسی کے ساتھ ساتھ رونا بھی آتا ہے۔ان میں سے چند ایک یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ارشاد کرتے ہیں:

---

(۱) حکایاتِ رضویہ ص ۱۱۰

''سیّدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری بیوی سے ہم بستری کی۔ یہ نہیں چاہیئے۔ عرض کیا: حضور! وہ اس وقت سوتی تھی۔

فرمایا: سوتی نہ تھی، سوتے میں جان ڈال لی تھی (یعنی جھوٹ موٹ سوئی تھی)

عرض کیا: حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟

عرض کیا: ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا: اُس پر میں تھا۔'' [1]

اس طرح کی خرافات نقل کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے تو انہیں کتاب وسنّت کے مقابلے میں معاذ اللہ۔ دلائل و براہین کی حیثیت دے رکھی ہے۔

اسی طرح کی غلیظ، نجس اور جنسی حکایتوں کا نام انہوں نے دین وشریعت رکھ لیا ہے۔ ان سے انکار کو یہ لوگ وہابیّت اور کفر وارتداد سے تعبیر کرتے ہیں۔

ایک بدقماش انسان جسے یہ لوگ شیخ اور پیر جیسے القاب سے نوازتے ہیں پیر، مرید اور اس کی بیوی کے درمیان سوتا۔ اور وقتِ مباشرت خاوند اور بیوی کی حرکات وسکنات دیکھ کر محظوظ ہوتا ہے کیا یہ فحاشی وعریانی ہے یا دین وشریعت؟

---

(۱) حکایاتِ رضویہ از برکاتی قادری ص ۵۵

اگر یہی دین وشریعت ہے تو آنکھ نیچی رکھنے اور فواحش سے اجتناب وغیرہ سے احکامات کا کیا معنیٰ ہے؟ اور اگر بریلوی قوم کے بزرگان دین ہی اس قسم کی حرکات کا ارتکاب شروع کردیں تو مریدوں کا کیا عالم ہوگا؟

اور پھر بڑی وقاحت اور ڈھٹائی کے ساتھ یہ حکایات نقل کرنے کے بعد جناب خلیل برکاتی فرماتے ہیں:

''اس سے ثابت ہوا: شیخ مرید سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا۔ پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور وہ ان کی نگہبانی کرتے ہیں۔ جب ان کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں۔ جب اس کا حشر ہوتا ہے۔ جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے۔ جب اس سے حساب لیا جاتا ہے۔ جب اس کے عمل تلتے ہیں۔ اور جب وہ پل صراط پر چلتا ہے۔ ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔'' [1]

جناب بریلوی اپنے ''ملفوظات'' میں ایک اور حکایت نقل کر کے قبروں پر عرس اور میلوں کے فوائد بتلانا چاہتے ہیں تا کہ بدقماش افراد ان میلوں اور عرسوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کر کے مزارات سے ''فیض'' حاصل کریں۔ ارشاد کرتے ہیں:

---

(۱) حکایاتِ رضویہ تعلیق خلیل برکاتی ص ۵۵، ایضاً حاشیۃ الاستمداد علی اجیال الارتداد از مصطفیٰ رضا ص ۳۵

"سید عبدالوہابؒ اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیّدی احمد بدوی کبیرؒ کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی۔ وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو صاحبِ مزار نے ارشاد فرمایا:

عبدالوہاب: وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟

عرض کیا: ہاں!

شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہئے۔ ارشاد فرمایا:

اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی۔ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ وہ تاجر حاضر ہوا۔ اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔" ۱

خادم کو اشارہ ہوا، انہوں نے وہ آپ کی نذر کر دی۔

(صاحب مزار) نے ارشاد فرمایا:

اب دیر کا ہے کی ہے۔ فلاں حجرہ ۲ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔" ۳

---

(۱) کنیزوں کو مزاروں کی نذر کرنے کے بعد اس میں اور ہندوؤں اور دورِ جاہلیت کی نذر و نیاز میں کوئی فرق باقی رہ جاتا ہے؟ نستغفر اللہ؟

(۲) کیا اس مقصد کے لئے مزاروں کے پہلوؤں میں حجرے تعمیر کئے جاتے ہیں اور کیا انہی نفسانی و حیوانی خواہشات کی تکمیل کے لئے عورتوں کو مزاروں پر کثرت سے آنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

(۳) ملفوظات احمد رضا ص ۲۷۵، ۲۷۶

جناب بریلوی دراصل ان حکایات سے ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اولیائے کرام کو غیب کا علم حاصل ہے۔ وہ اپنے مریدوں کے دلوں کی باتوں سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ ان کی خواہشات کی تکمیل پر قدرت وتصرف بھی رکھتے ہیں۔ دعویٰ اور پھر اس کی دلیل آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

آنجناب بریلوی ایک اور حکایت نقل کر کے اس بات کی دلیل پیش کرنا چاہتے ہیں کہ صرف مرشد اور پیر ہی غیب نہیں رکھتے بلکہ ان کے مریدوں سے بھی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں:

''حضرت سیّدی سیّد محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کہ اکابر علماء اور اجلّہ سادات میں سے تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک گیسو رکھتے تھے۔ ایک بار سرِ راہ بیٹھے تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی سواری نکلی۔ انہوں نے اُٹھ کر زانوے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا:

''سیّد فروترک'' سید: اور نیچے بوسہ دو۔ انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا: ''سیّد فروترک'' انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں اُلجھ گیا تھا۔ وہیں اُلجھا رہا۔ اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا ''سید فروترک'' انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رکابِ مبارک سے جدا کر کے تشریف لے گئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے

جلیل سید نے یہ کیا کیا؟

یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا۔ فرمایا کہ لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان بوسوں کے عوض میں کیا عطا فرمایا؟

جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا عالم ناسوت منکشف ہو گیا۔ جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت روشن ہوا، اور جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہوگیا۔"[1]

اس قسم کے لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلالَةَ بِالْهُدىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۔[2]	یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خرید لی ہے۔ ان کی تجارت نفع مند نہیں ۔ یہ راہِ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام اور اولیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ موت کے بعد بھی وہ دنیوی زندگی کی طرح اُٹھتے بیٹھتے سوتے اور جاگتے ہیں۔ اپنے مریدوں کی باتوں کو سنتے اور ان کی طلب کو پورا

(۱) حکایاتِ رضویہ نقل از احمد رضا ص ٦٣، ٦٤

(۲) سورۃ البقرۃ آیت

کرتے ہیں۔

ظاہر ہے یہ عقیدہ کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ سے تو ثابت نہیں ہے۔ البتہ بہت سی حکایات ایسی ہیں جن سے اس عقیدے کے دلائل مہیا ہو جاتے ہیں۔ خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

”امام وقطب حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ ہر سال حاجیوں کے ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کر بھیجتے۔ خود جب حاضر ہوئے تو روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ:

میں جب ڈوب رہا تھا تو اپنی روح بھیج دیتا تھا کہ میری طرف سے زمین کو بوسہ دے، تو وہ میری نائب تھی۔ اور اب باری میرے بدن کی ہے کہ جسم خود حاضر ہے، دستِ مبارک عطا ہو کہ میرے لب اس سے بہرہ پائیں۔“

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک روضۂ شریف میں سے ظاہر ہوا۔ اور امام رفاعی نے اس پر بوسہ دیا۔“ [1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے اُٹھ کر تشریف لائے اور شیخ رفاعی سے مصافحہ کیا۔

یہ تو تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کا عقیدہ، اب یہی عقیدہ ان

---

(۱) رسالہ ابرّ المقال فی قبلۃ الاجلال درج شدہ درمجموعہ رسائل از بریلوی ص ۱۷۳

کے بزرگان دین کے متعلق ملاحظہ فرمائیں:

”امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ ہر سال حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پر حاضر ہوتے۔ ایک دفعہ انہیں تاخیر ہوگئی تو مجاوروں نے کہا کہ تم کہاں تھے؟ حضرت بار بار مزار مبارک سے پردہ اٹھا کر فرماتے رہے ہیں:

عبدالوہاب آیا؟ عبدالوہاب آیا؟ ؎

(جب مجاوروں نے یہ سارا ماجرا سنایا) تو عبدالوہاب شعرانی کہنے لگے:

کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے؟

مجاوروں نے کہا: اطلاع کیسی۔ حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ ؎

---

(۲) ایک طرف تو حضرات کا عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام کو غیب کی تمام باتوں کا علم ہوتا ہے دوسری طرف کہتے ہیں کہ: شیخ بدوی مجاوروں سے پوچھتے رہے کہ عبدالوہاب آیا ہے یا نہیں؟

اگر غیب کا علم تھا تو بار بار عبدالوہاب کی آمد کے متعلق استفسار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اس بات کا کیا مفہوم ہے کہ میں مزار پر آنے کا ارادہ کرنے والے ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کی حفاظت کرتا ہوں؟ کیسا عجیب اور دلچسپ تضاد ہے؟

(۲) ملفوظات بریلوی ص ۲۷۵

اس پر مستزاد کہ :

''دو بھائی اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے۔ ان کا ایک تیسرا بھائی بھی تھا جو زندہ تھا۔ جب اس کی شادی کا دن تھا تو دونوں بھائی بھی شادی میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

وہ بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم مر چکے تھے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کے لئے بھیجا ہے۔

چنانچہ ان دونوں (فوت شدہ) بھائیوں نے اپنے تیسرے بھائی کا نکاح پڑھایا اور واپس چلے گئے۔''[1]

یعنی وفات کے بعد وہ دنیا میں آئے۔ شادی میں شرکت کی۔ نکاح پڑھایا اور واپس اپنے مقامات پر چلے گئے۔

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نیک لوگ مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔ اور دنیا سے ان کا تعلق ختم نہیں ہوتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک اور دلیل ملاحظہ ہو:

''ابوسعید فراز قدس اللہ سرّہٗ راوی ہیں کہ میں مکہ معظّمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مرا پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر

---

(۱) حکایات رضویہ ص ۱۱۶، ایضاً انوار الانتباہ درج شدہ مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۱۷۵۔

مسکرایا اور کہا:

یا ابا سعید ! اما علمت أنّ الاحبّاء احیاء وان ماتوا، وانما ینقلبون من دار الی دار۔

یعنی اے ابو سیعد ! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے (مرنے کے بعد بھی) زندہ ہوتے ہیں اگرچہ بظاہر مرجاتے ہیں وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف لوٹتے ہیں۔" (۱)

مزید سنئے:

"سیدی ابوعلی قدس اللہ سرہٗ راوی ہیں:

میں نے ایک فقیر (یعنی صوفی) کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا، ان کا سر خاک پر رکھ دیا۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا:

اے ابوعلی ! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے؟

میں نے عرض کی: اے میرے سردار ! کیا موت کے بعد بھی تم زندہ ہو؟

فرمایا:

بلٰ ان احیی، وکل محبّ للّٰہ حیّ لا نصرنك بجاھی غداً۔

میں زندہ ہوں، اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے، بیشک وہ عزت جو مجھے روز قیامت

---

(۱) رسالہ احکام قبور مومنین درج شدہ در مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۲۴۳

ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں

گا۔"[1]

حکایت کی صورت میں ایک اور دلیل:

"ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا:

میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔

(ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ مردے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں) پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے۔ اس کے کفن میں اچھے کفن کا کپڑا رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادے نے اُٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔

تیسرے روز خبر ملی اس کا انتقال ہوگیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا:

یہ میری ماں کو پہنچا دینا:

"رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا: خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔"[2]

مزید:

---

(۱) رسالہ احکام قبور مومنین درج شدہ در مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۲۴۳

(۲) ملفوظات ص ۵۵

’’جون پور کی ایک نیک لڑکی فوت ہوگئی اسے جون پور میں ہی دفن کر دیا گیا۔اس طرح جون پور ہی کا ایک گناہ گار شخص مدینہ میں دفن کر دیا گیا۔

پھر کوئی صاحب حج کو گئے دیکھا کہ کہ مدینہ منورہ میں گناہ گار آدمی کی قبر میں لڑکی ہے۔اوراس لڑکی کی قبر میں وہ گناہ گار ہے۔‘‘ [1]

یعنی مرنے کے بعدوہ ایک دوسرے کی قبروں میں منتقل ہوگئے۔

بریلوی مکتبِ فکر کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء نہ صرف مرنے کے بعد خود زندہ رہتے ہیں بلکہ وہ دسرے مردوں کو زندہ کرسکتے ہیں دلیل ملاحظہ ہو:

’’حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں ایک مرتبہ تیز ہوا چل رہی تھی۔اسی وقت ایک چیل اوپر سے چلاّتی ہوئی گزری جس سے اہل مجلس کی نگاہیں منتشر ہوئیں آپ نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا فوراً وہ چیل مرگئی۔وہ چیل سرعلیحدہ اوردھڑ علیحدہ۔

بعد ختم وعظ حضور تشریف لے چلے۔وہ چیل بدستور مری پڑی تھی۔آپ نے ایک ہاتھ میں سراٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں جسم اور دونوں کو بسم اللہ کہہ کر ملادیا۔فوراً اڑتی ہوئی چلی گئی۔‘‘

بریلوی حضرات کی بعض حکایات میں بڑے دلچسپ لطیفے ہوتے ہیں۔

---

(۱) مواعظ نعیمیہ از اقتدار احمد گجراتی ص ۲۶

ایسی ہی ایک حکایت آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"دو صاحب اولیاء کرام میں سے ایک صاحب دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے اپنے ہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا: اسے میرے دوست کے پاس پہونچا دے۔

خادم نے کہا: حضور راستے میں دریا پڑتا ہے۔ کیوں کر پار اتروں گا؟ کشتی وغیرہ کا تو سامان نہیں۔ فرمایا: دریا کے کنارے جا اور کہہ: میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا۔

خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے؟ اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے۔ بہر حال تعمیل حکم ضروری تھی۔ دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا۔ دریا نے فوراً راستہ دے دیا۔

اس نے پار پہنچ کر اس بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی۔ انہوں نے نوش جاں فرمائی اور فرمایا ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا۔ خادم نے عرض کی: سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار جاؤں گا۔ فرمایا: دریا پر جا کر کہیئے: میں اس کے پاس سے آیا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔ خادم بڑا حیران ہوا کہ ابھی تو انہوں نے میرے سامنے کھیر کھائی ہے۔ مگر بلحاظِ ادب خاموش رہا۔ دریا پر آ کر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا۔" [1]

---

(۱) ملفوظات رضویہ ص ۵۳

اولیائے کرام کی قدرت پر ایک اور دلیل:

''حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا: اپنا ہاتھ مجھے دے کہ میں تجھے نکالوں۔ اس مرید نے عرض کی: یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں۔ اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔ اور یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔'' (1)

ایک اور دلچسپ حکایت سنئے:

حضرت بشر حافی قدس اللہ سرہٗ پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے تھے۔ جب تک زندہ رہے تمام جانوروں نے راستے میں لید گوبر پیشاب کرنا چھوڑ دیا تا کہ بشر حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی کہا:

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

پوچھا گیا کیا ہے: کہا حافی نے انتقال کیا۔ تحقیق کے بعد یہ امر نکلا۔'' (2)

اولیائے کرام چاہیں تو اہل قبور پر سے عذاب بھی اٹھا سکتے ہیں۔ دلیل ملاحظہ ہو:

''ایک بار حضرت سیّدی اسماعیل حضرمی ایک قبرستان میں سے گذرے۔ امام محب الدین بھی ساتھ تھے۔ حضرت اسماعیل سیّدی نے ان سے فرمایا:

---

(۱) ملفوظات جلد ۲ ص ۱۶٤

(۲) حکایات رضویہ ص ۱۷۲

اتؤمن بکلام الموتیٰ؟ کیا آپ اس پر ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں؟

عرض کیا: ہاں: اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے:

انا من حشو الجنۃ۔ میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں۔

آگے چلے، چالیس قبریں تھیں۔ آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی۔ اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا: تو بھی انہیں میں ہے۔

لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو عرض کیا: حضرت! یہ کیا راز ہے؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

فرمایا: ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور میں نے شفاعت کی۔ مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا۔

ایک قبر گوشے میں تھی۔ جس کی طرف میرا خیال نہ گیا اس میں سے آواز آئی:

یاسیّدی انا منھم، انا فلانۃ المغنیۃ۔ اے میرے آقا! میں بھی تو انہیں میں سے ہوں میں فلاں گانا گانے والی ڈومنی ہوں۔

مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا:

انت منهم۔ تو بھی انہیں میں سے ہے۔

اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا''۔ [1]

خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے دفعۃً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنّم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر کے پاس کلمہ طیّبہ ستّر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا۔ آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا۔ فوراً وہ لڑکا ہنسا۔ آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا۔ لڑکے نے جواب دیا کہ حضور! میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنّت کی طرف لئے جا رہے ہیں''۔ [2]

یہ ہیں بریلوی حضرات کے وہ قطعی دلائل جن کا انکار کفر و ارتداد کے مترادف ہے۔ جو ان کا منکر ہوگا اس پر وہابی کافر کا فتویٰ لگا دیا جائے گا۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بریلوی حضرات ان حکایات و اساطیر کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ لوگوں کو خود ساختہ بزرگان دین کا غلام بنانا چاہتے ہیں بلکہ

---

(۱) حکایات رضویہ ص ۵۷، ۵۸ ایضا ملفوظات احمد رضا ص ۲۰۰، ۲۰۱

(۲) ملفوظات احمد رضا ص ۸۲، ایضاً حکایات رضویہ ص ۴۸

اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو دور کرنے کے لئے یہ تأثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اختیارات و تصرّفات ان اولیاء کی طرف منتقل ہو چکے ہیں۔ اب فریاد رسی و حاجت روائی صرف اولیاء اللہ سے ہی کی جائے ربّ کائنات سے مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو کچھ لینا ہے وہ بزرگوں سے لیا جائے۔ جو مانگنا ہے وہ ان سے مانگا جائے۔ یہی مدد فرمانے والے اور فریاد رسی کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام اختیارات تفویض کر کے خود معاذ اللہ معطل ہو چکا ہے"۔[1]

اس تک کسی کی رسائی بھی ممکن نہیں۔ اور اس سے مانگنے کی کسی کو ضرورت بھی نہیں۔ جناب بریلوی رقمطراز ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت سیّدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مِثل چلنے لگے۔ بعد کو ایک شخص آیا۔ اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا۔ عرض کی: میں کس طرح آؤں؟ فرمایا: یا جنید۔ یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔

جب بیچ دریا پہونچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔

اس نے یا اللہ کہا۔ اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: حضرت میں چلا۔ فرمایا:

---

(۱) اس کا ذکر گذشتہ ابواب میں گزر چکا ہے۔

وہی کہہ: یا جنید۔ یا جنید۔ جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی: حضرت: یہ کیا بات تھی؟ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطے کھاؤں۔ فرمایا: ارے نادان! ابھی جنید تک پہنچا نہیں، اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔" [۱]

یعنی عام انسانوں کو چاہئے کہ وہ صرف اپنے بزرگوں اور پیروں کو ہی پکاریں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تک ان کی رسائی ممکن نہیں، جب کہ رب کریم کا ارشاد ہے:

واذاسالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان۔	جب (اے نبیؐ) تجھ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو فرما دیجئے میں ان کے قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارے میں اس کی پکار سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ونحن اقرب الیه من حبل الورید	ہم انسان کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

بہر حال بریلوی حضرات حکایات سے جو کچھ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات ان کی مخالفت کرتی ہیں۔

---

(۱) حکایاتِ ترضویه ص ۵۲، ۵۳

ہم ایک اور حکایت بیان کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں۔ جناب بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

''ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے۔ بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا، طلب صادق تھی۔ جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا: اے رب! تیری عزت کی قسم! آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا، صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے۔ سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کے لئے آرہا تھا۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت! بیعت لیجئے۔ وہ حیران ہوا۔ بہت انکار کیا۔ نہ مانے۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت! میں چور ہوں، یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے، آپ نے فرمایا: میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو بھی ملے گا بیعت کرلوں گا۔ اتنے میں حضرت سیّدنا حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دئے۔ تمام مقامات فوراً طے کر لئے۔ ولی کیا۔ اور اس سے بیعت لی''۔[1]

یہ ہیں بریلویوں کی حکایات۔ ان حکایات سے بریلوی حضرات ایسے عقائد ثابت کرنا چاہتے ہیں جن کا وجود کتاب وسنّت میں موجود نہیں ہے۔ اور آیات واحادیث کے مقابلے میں وہ انہیں دلائل کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں:

---

(۱) حکایات رضویہ ص ۷۱،۷۲

ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله و هو اعلم بمن اهتدىٰ [۱]

یہ ہے ان کے علم کی حد۔ بے شک تیرا پروردگار ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور ان سے بھی بخوبی واقف ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ام تحسب ان اكثرهم يسمعون او يعقلون انهم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا ۔[۲]

اے میرے نبی کیا تو خیال کرتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت سنتی اور سمجھتی ہے؟ نہیں ان کا حال تو جانوروں کے جیسا ہے بلکہ یہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے اور گمراہی سے محفوظ رکھے۔

وآدعوانا أن الحمد لله رب العالمين ٥

تمت

(۱) سورة الفرقان آيت ٤٤ (۲) سورة النجم آيت ٣٠

فہرست مضامین

کیا قبر پرستی شرک نہیں ہے؟

مؤلف : فضیلۃ الشیخ محمد احمد باشمیل

صفحات : ۴۰ قیمت : 16/=

زیر نظر کتاب سعودی عرب کے مایہ ناز عالم دین محمد احمد باشمیل کی کتاب "کیف نفهم التوحید" کا اردو ترجمہ ہے، کتاب میں شرک کی حقیقت واضح کر کے ان امور کی نشاندہی کی گئی ہے جو حقیقتاً شرک ہیں، لیکن مسلمانوں کا ایک طبقہ اسے شرک نہیں سمجھتا بلکہ اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے، کتاب میں اس بات کا بھی بیان ہے کہ شیطان قبر پرستوں کے سامنے کس طرح ان کے ولیوں کی شکل میں آتا ہے اور گمراہ کرتا ہے۔

مؤلف نے ثابت کیا ہے کہ مشرکین مکہ اور آج کے قبر پرستوں میں کوئی فرق نہیں ہے آج قبر پرست جو کام کر رہے ہیں مشرکین مکہ بھی وہی کام کرتے تھے اور جو انکا مقصد ہے ٹھیک ان کا بھی مقصد یہی تھا کہ یہ بت ان خوش ہو کر اللہ کے یہاں ان کی سفارشی بن جائیں، لات ومنات اور عزیٰ کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے شریک ہیں یا ان کے اندر موت وحیات اور خلق وایجاد کی طاقت تھی پھر بھی اللہ نے انھیں مشرک کہا۔

مؤلف نے قبروں سے توسل حاصل کرنے والوں کے مغالطات اور اشکالات کا ٹھوس دلائل سے رد کیا ہے اور ہر بات کی دلیل میں قرآنی آیات کو پیش کیا ہے، ترجمہ سلیس اور رواں ہے، شرک کی حقیقت سمجھنے کے لئے کتاب کا مطالعہ کافی مفید ہے، کتاب کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی ضرورت ہے، کتابت وطباعت معیاری اور سرورق دلکش ہے۔

ہماری چند اہم مطبوعات



فہرس...

L ISLAM

75101 (U.P.)